



## سوال

(256) بدعتی اور مشرک خاوند کی موحد بیوی کیا کرے؟

## جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہندہ موحدہ ہے اور شوہر اس کا فاسق اور فاجر ہے علاوہ اس کے بدعتی اور مشرک ہو گیا ہے پس ہندہ کو طلاق دلوائی جائے یا کیا کیا جائے؟

## الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

اگر وہ کلمہ توحید لالہ اللہ اللہ محمد رسول اللہ کا قائل ہے اور اپنے کوزمرہ مومنین میں گنتا ہے تو نکاح فسخ نہیں ہوگا اگرچہ کبار یا ایسے فعل شیعہ کا مرتکب ہو جس کو علمائے مدقین مشرک بتاتے ہوں اس کا حساب خدا کے یہاں ہوگا چنانچہ شرح مواقف (ص 726 نول کشوری) میں ہے۔

"المقصد الخامس فی ان المحالفت للحنن من اهل القبلة علی یحضر ام لا؟ جمهور المتکلمین والفضلاء علی انه لا یحضر احد من اهل القبلة"

(پانچواں مقصد اس بارے میں ہے کہ کیا اہل حق سے مخالفت رکھنے والے کو کافر کہا جائے گا یا نہیں؟ جمهور متکلمین اور فقہاء اس موقف پر ہیں کہ اہل قبلہ میں سے کسی کو کافر قرار نہیں دیا جائے گا۔ الخ) مسند امام اعظم المصنفی مع شرح ملا علی قاری (ص 196-195) میں ہے۔

وبہ ای بسند ابی حنیفہ عن عبد الکرم بن ابی الحارث عن طاوس قال جاء رجل الی ابن عمر فسأله فقال یا ابا عبد الرحمن ارایت الذین یحسرون اطلاقنا وینتخون الجابنا وینتخون یوتنا ویغیرون علی استمقنا کفرنا بہ قال: لا قال ای الرجل السائل: ارایت هؤلاء الذین ینتولون علینا ای من الخوارج والبنیة ولسنکون دماءنا ای یرتجوننا والمعنی یخون فتننا بنا ویلنا فاسدة وآراء کاسدة کفرنا بہ قال: لا ای لا نسلم اخطاؤنا وانی اجهلہم ووقوفنا خلاف مرادہم فتوہوا اننا نسحق النفل لما صدر عننا من التقصیر فی الدین علی زعمہم والحاصل انہم وغیرہم لم یحکروا حتی یجعلوا مع اللہ شریکا ای شریکا وفی معناه کس ما یوجب کفرنا قال طاوس وانا انظر الی اصبح ابن عمر وہو یحکما اشارہ الی التوحید ومقام التقرید ویقول سیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای ہذا شریعتہ وطریشیہ وہذا الحدیث وان کان بظاہرہ موقفا لکن رواہ جماعة آخرون فزعموا عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [1]

(اور اس کے ساتھ یعنی ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی سند کے ساتھ عبد الکرم بن ابی الحارث سے مروی ہے انہوں نے طاوس سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا ہے ایک آدمی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور سوال کرتے ہوئے کہا۔ اے ابو عبد الرحمن! آپ کا کیا خیال ہے جو ہمارے تالے توڑتے ہیں ہمارے دروازے کھولتے ہیں اور ہمارا سامان لوٹ لیتے ہیں کیا وہ اس کے ساتھ کافر ہو جاتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا نہیں، پھر اس سائل نے یہ دریافت کیا آپ کا ان لوگوں کے بارے میں کیا خیال ہے جو ہمارے خلاف تاویلین کرتے ہیں یعنی خارجی لوگ اور باغی گروہ اور ہمارے خون بہاتے ہیں یعنی وہ خون بہانے کے منتظر رہتے ہیں معنی یہ ہے کہ وہ فاسد تاویلوں اور کاسد آراء کے ساتھ



ہمارے قتل کو جائز سمجھتے ہیں کیا وہ اس وجہ سے کافر ہو جائیں گے؟ انہوں نے کہا: نہیں کیونکہ انہوں نے اجتہادی غلطی کی ہے اور وہ اپنی مراد کے سلسلے میں اختلاف میں واقع ہو گئے ہیں چنانچہ وہ اس وہم کا شکار ہو گئے ہیں کہ ہم قتل کے مستحق ہو گئے ہیں کیونکہ ان کے گمان کے مطابق ہم سے دین کے معاملے میں کوتاہی سرزد ہوتی ہے مختصر یہ کہ انہوں نے اور دیگر لوگوں نے کفر نہیں کیا ہے حتیٰ کہ وہ اللہ کے ساتھ شریک بنائیں یا اس جیسا کوئی کام کریں جو کفر کو واجب کرتا ہو۔ طاؤس رحمۃ اللہ علیہ نے کہا میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی انگلی کی طرف دیکھ رہا تھا اور وہ توحید اور مقام تفرید کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس کو حرکت دے رہے تھے اور کہتے تھے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت، یعنی یہ ان کی شریعت اور طریقہ ہے۔ یہ حدیث اگرچہ موقوف ہے، لیکن اسے ایک اور جماعت نے روایت کیا ہے پس اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک مرفوع بیان کیا ہے۔

[1] - الدر المختار (3/63)

حدیث امام عسکری والہما علم بالصواب

## مجموعہ فتاویٰ عبد اللہ غازی پوری

کتاب النکاح، صفحہ: 453

محدث فتویٰ